قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 24 نومبر 2020ء | 08 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:278

فرمانِ رسول ﷺ

دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہِ حق میں خرچ کر دیا۔
دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم وحکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو دین بھی سکھاتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حقه)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

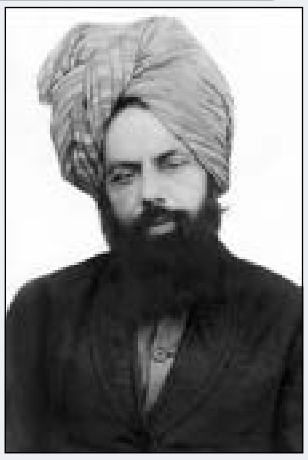

دینی اور دنیاوی علوم میں فرق

جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے روشنی نہ ہو تب تک انسان کو یقین نہیں ملتا۔ اس کی باتوں میں تناقض ہوگا۔ دینی اور دنیاوی علوم میں یہ فرق ہے کہ دنیاوی علوم کی تحصیل اور اُن کی باریکیوں پر واقف ہونے کے لئے تقویٰ طہارت کی ضرورت نہیں ہے ایک پلید سے پلید انسان خواہ کیسا ہی فاسق فاجر ہو، ظالم ہو وہ اُن کو حاصل کرسکتا ہے چوڑھے چمار بھی ڈگریاں پالیتے ہیں۔ لیکن دینی علوم اس قسم کے نہیں ہیں کہ ہر ایک اُن کو حاصل کر سکے ان کی تحصیل کے لئے تقویٰ اور طہارت کی ضرورت ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ۔ (الواقعہ:80)۔ پس جس شخص کو دینی علوم حاصل کرنے کی خواہش ہے اسے لازم ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے۔ جس قدر وہ ترقی کرے گا اسی قدر لطیف دقائق اور حقائق اس پر کھلیں گے۔

تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے اُسے وہی طے کرسکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔ اس لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح سے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونوں کی تاکید فرمائی ہے۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) میں تو دعا کی تاکید فرمائی ہے اور وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) میں کوشش کی۔ جب تک تقویٰ نہ ہوگا اولیاء الرحمٰن میں ہرگز داخل نہ ہوگا اور جب تک یہ نہ ہوگا حقائق اور معارف ہرگز نہ کھلیں گے۔ قرآن شریف کی عروس اسی وقت پردہ اٹھاتی ہے جب اندرونی غبار دُور ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 226-227)

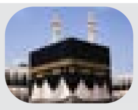

ارشاد باری تعالیٰ

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ۚ وَ لَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡکَ وَحۡیُہٗ ۫ وَ قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا (سورۃ طٰہٰ آیت:115)

ترجمہ: پس اللہ سچا بادشاہ ہے، بہت رفیع الشان ہے، پس قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے۔ اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب مجھے علم میں بڑھا دے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے بارے میں مختلف پیرائے میں جو ہمیں فرمایا وہ احادیث پیش کرتا ہوں ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے۔ اب مسلمانوں میں جو علم حاصل کرنے کی نسبت ہے وہ دوسروں کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے۔ اور حکم ہمیں سب سے زیادہ ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے، ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔ (سنن ابن ماجہ المقدمہ باب ثواب معلم الناس الخیر)

تو یہ علم حاصل کرنے کی اہمیت ہے۔ اور پھر اس کو سکھانے کی کہ یہ ایک صدقہ ہے اور صدقہ بھی ایسا ہے جو صدقہ جاریہ ہے کہ دوسروں کو علم سکھاؤ تو تمہاری طرف سے ایک جاری صدقہ شروع ہو جاتا ہے اسی لئے اساتذہ کی عزت کا بھی اتنا حکم ہے کہ اگر ایک لفظ بھی کسی سے سیکھو تو اس کی عزت کرو۔ اساتذہ کا بڑا معزز پیشہ ہے۔ لیکن پاکستان وغیرہ میں اس کو بھی صرف آمدنی کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے اور یہ پیشہ بھی بدنام ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے جائز طور پر ایک ملازم یہ پیشہ اختیار کرتا ہے اس کو تنخواہ ملتی ہے، کمانا چاہئے یا پھر ٹیوشن بھی لی جاسکتی ہے لیکن وہاں آج کل ہوتا یہ ہے کہ سکولوں میں پڑھانے کی طرف توجہ نہیں دیتے، اور طالب علم کو کہہ دیا کہ تم میرے گھر آنا اور ٹیوشن پڑھو اور پھر ٹیوشن بھی اتنی لیتے ہیں کہ جو بعضوں کی پہنچ سے باہر ہوتی ہے۔ امیر آدمی سے تو چلو لے لی لیکن بیچارے غریبوں کو بھی نہیں بخشتے اور اگر ٹیوشن نہ پڑھیں تو امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں وہ پہلے ہی کہہ دیتے ہیں کہ اگر امتحان میں پاس ہونا ہے تو ٹیوشن پڑھو اور پھر بیچارے بعض لوگ (ایسے طالب علم یا ان کے والدین) اسی ٹیوشن کی وجہ سے مقروض ہو جاتے ہیں احمدی اساتذہ کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے اپنا ایک نمونہ دکھانا چاہئے اور جو علم اور فیض انہوں نے حاصل کیا ہے اس کو دوسروں تک پہنچانے میں کنجوسی اور بخل سے کام نہیں لینا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 18/ جون 2004ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- کلام محمود (منظوم)
- مسیح موعود عشقِ رسولؐ کی پیداوار ہے
- بلادِ عرب پر آنحضرت ﷺ کے احسانات کا تذکرہ
- یادیں جلسہ سالانہ ربوہ کی

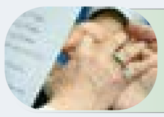

دربارِ خلافت

اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کی پکڑ بھی کرتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر یہ صاحب کہتے ہیں کہ سورۃ توبہ کی آیت 5میں عیسائیوں، یہودیوں اور مرتدوں کے خلاف تشدّد پر اکسایا ہے۔ اگر آنکھوں کے پردے اتار کر دیکھیں، قرآن کریم کو صاف دل ہو کر پڑھیں تو خود ان کو نظر آئے گا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین سے جنگ کی اجازت دی ہے جو باز نہیں آتے، کسی قسم کا معاہدہ نہیں کر رہے ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں۔ اور اب جبکہ اسلامی حکومت قائم ہوگئی تو حکم ہے کہ ایسے مشرکین سے جو تم سے جنگ کر رہے ہیں تم بھی جنگ کرو کیونکہ وہ تمہارے خلاف فتنہ فساد اور جنگ کی آگ بھڑکا رہے ہیں مختلف قبائل کو بھی بھڑکا رہے ہیں اور صرف یہی نہیں جس طرح یہ فرماتے ہیں کہ سب کو قتل کر دینا ہے بلکہ اس میں قید کا بھی حکم ہے کہ قید کرو، ان کو محصور کرو، ان پر نظر رکھو، تا کہ وہ ملک میں فتنہ وفساد کی آگ نہ بھڑکائیں۔ اگر خیرت ولڈرز (Geert Wilders) صاحب کے نزدیک ایسی صورت میں بھی کھلی چھٹی ہونی چاہئے، اگر ہر ایک کو اجازت ہے تو پھر یہ اپنے ملک میں پہلے سیاسی لیڈر ہیں جو تمام مجرموں کو کھلی چھٹی دلوانے کے لئے قانون پاس کروائیں گے کہ ہر کوئی جو چاہے کرتا پھرے۔ یہ مجرم کسی خاص مذہب کے نہیں ہوں گے۔ مجرم تو ہر قوم اور ہر مذہب میں ہیں پھر صرف مسلمانوں کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں جو امن سے ملک میں رہ رہے ہیں، جو ملک کے قانون کی پابندی کر رہے ہیں۔ اور آخر پر اپنے کینے کا اظہار اس طرح کر دیا کہ جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اصل میں تو یہ صاحب خدا تعالیٰ کے خلاف ہیں، اسلام کے زندہ اور واحد خدا کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ان کو یہ نظر آ رہا ہے کہ یہی ایک ایسا دین ہے جو دلیل سے ہر ایک کا منہ بند کرنے والا ہے اس لئے دلیل سے کام نہیں بنے گا، وہ تو ان کے پاس ہے نہیں، ملک کے قانون پاس کر کے سختی سے کام کرو تو پھر ہی بات بنے گی۔ تو یہی ہارے ہوؤں کی نشانی ہوتی ہے۔ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ ہم ہار گئے۔ ہالینڈ میں وقتاً فوقتاً اسلام کے خلاف باتیں اٹھتی رہتی ہیں، ابال اٹھتا رہتا ہے۔ عورتوں کے پردے کے بارے میں اٹھا اور کبھی کسی معاملے میں اٹھا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام ڈچ قوم ایسی ہے، شرفاء بھی ان میں ہیں، لیڈرز میں بھی اچھے لوگ ہیں، مختلف قسم کے لوگوں میں اچھے لوگ ہیں اور انہوں نے اس بات پر جو قرآن کریم کے بارے میں انہوں نے کی اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں کی، ردّعمل کا اظہار بھی کیا ہے، ان کے ایک ممبر پارلیمنٹ ہیں ہالبے زائل سترا (Helbe Zejlstra) یا جو بھی نام ہے یہ اس کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ آپ کو مذہبی آزادی سلب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پھر یراوٴن دائسل بلوم (Jeroen Dijselbloem) لکھتے ہیں کہ ولڈرز (Wilders) اپنے راستہ سے بھٹک گیا ہے۔ ہالینڈ میں آپ جس طرح کے عقیدے پر ایمان رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ ایک اور پارٹی کے لیڈر نے لکھا (یہ ممبر پارلیمنٹ ہیں) کہ تمام حدود کو پیچھے چھوڑ دیا گیا ہے، ولڈرز (Wilders) کو ایک ریشسٹ (Raciest) کا نام دینا چاہئے۔ پھر ایک وکیل جو کونسلر رہے ہیں، انہوں نے اپنی ذاتی حیثیت میں اس کی اس حرکت پر پولیس میں کیس درج کروایا ہے۔ ایک خاتون نے بھی اس کی بات کو ردّ کیا ہے۔ اسی طرح ایک نے لکھا کہ کتابوں پر پابندی لگانا دراصل ڈکٹیٹرشپ کا آغاز ہے۔ یہاں کی کابینہ نے بھی ولدرز (Wilders) کے بیان پر سخت ردّعمل ظاہر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس قسم کے بیانات دے کر ہالینڈ میں بسنے والے مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت کی بے عزتی کی گئی ہے۔ وزیر خارجہ نے بھی کہا ہے کہ ہالینڈ میں قرآن پر پابندی کا کوئی خیال نہیں۔ بہرحال یہاں شرفاء بھی ہیں اور اس قسم کے لوگ بھی ہیں۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ جہاں مخالفین کے اعتراض کو ردّ کریں، ان کو جواب دیں وہاں ان شرفاء کا شکریہ بھی ادا کریں جو ابھی تک اخلاقی قدریں رکھے ہوئے ہیں۔ اُن تک اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچائیں۔ ان کے اندر جو نیک فطرت اور انصاف پسند انسان ہے، اس کو ایک خدا کا پیغام پہنچائیں۔ آج دنیا میں جو ہر طرف افراتفری ہے اس کی وجوہات بتائیں کہ تم لوگ خدا سے دور جا رہے ہو، اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانو، ان میں بھی ایک خدا کا پیغام پہنچائیں ان کو بتائیں کہ دل کا چین اور سکون دنیا کی چکا چوند اور لہو ولعب میں نہیں ہے، نشّہ میں نہیں ہے۔ دلی سکون کے لئے یہاں کے لوگ نشہ کی بہت آڑ لیتے ہیں، ہر قسم کا نشہ کرتے ہیں۔ ان کو بتائیں کہ اصل سکون خدا کی طرف آنے میں ہے، اس لئے اس خدا کو پہچانو جو واحد اور تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ جو لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور مذہب سے دور جانے والے ہیں یا مذہب اور خاص طور پر اسلام سے استہزاء کرنے والے ہیں، ان کے پیچھے نہ چلو۔ اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کی پکڑ بھی کرتا ہے، ولڈرز (Wilders) جیسے لوگوں کو بھی بتائیں کہ اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دو، اور اللہ کی غیرت کو نہ بھڑکاؤ۔

آج کل جو یہ طوفان اور زلزلے دنیا میں آ رہے ہیں، پانی کے طوفان ہیں، کہیں ہواؤں کے طوفان ہیں، کہیں زلزلے آ رہے ہیں۔ یہ وارننگز ہیں کہ حد سے زیادہ بڑھنے والے اس کی لپیٹ میں بھی آ سکتے ہیں، کوئی دنیا کا ملک

بقیہ صفحہ 4پر

کلام محمود

آؤ محمود ذرا حال پریشاں کردیں
اور اس پردے میں دشمن کو پشیماں کردیں

خنجرِ ناز پہ ہم جان کو قرباں کردیں
اور لوگوں کے لئے راستہ آساں کردیں

کھینچ کر پردہ رخِ یار کو عریاں کردیں
وہ ہمیں کرتے ہیں ہم ان کو پریشاں کردیں

وہ کہیں ہم کہ گداگر کو سلیماں کردیں
وہ کریں کام کہ شیطاں کو مسلماں کردیں

پہلے ان آرزوؤں کا کوئی ساماں کردیں
دل میں پھر اس شہ خوباں کو مہماں کردیں

ایک ہی وقت میں چھپتے نہیں سورج اور چاند
یا تو رخسار کو یا اَبرو کو عریاں کردیں

آج بے طرح چڑھی آتی ہے لعلِ لب پر
ان کو کہدو کہ وہ زلفوں کو پریشاں کردیں

آدمی ہوکے تڑپتا ہوں چکوروں کی طرح
کبھی بے پردہ اگر وہ رخِ تاباں کردیں

اک دفعہ دیکھ چکے موسیٰؑ تو پردہ کیسا
ان سے کہدو کہ وہ اب چہرہ کو عریاں کردیں

دل میں آتا ہے کہ دل بیچ دیں دلدار کے ہاتھ
اور پھر جان کو ہم ہدیۂ جاناں کردیں

وہ کریں دم کہ مسیؑحا کو بھی حیرت ہوجائے
شیر قالیں کو بھی ہم شیر نیستاں کردیں

(اخبار بدر جلد 8۔ 29 اپریل 1909ء)

تبرکات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

مسیح موعود عشقِ رسولؐ کی پیداوار ہے

تاریخ اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی بعثت کے اور سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ دُور رس واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا واقعہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا اور مسیح موعود کا زمانہ جس نے آپ کی شاگردی اور غلامی میں ظاہر ہونا تھا تکمیلِ اشاعت کا زمانہ ہے۔ اسی کی طرف یہ قرآنی آیت اشارہ کرتی ہے کہ:

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (الفتح: 29)

یعنی خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تا کہ وہ اس دین کو تمام دوسرے دینوں پر غالب کر دکھائے۔ اکثر مفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ اس آیت کا پہلا حصہ جو ارسالِ ہدایت اور دین الحق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے ذریعہ بصورتِ احسن پورا ہوگیا۔ لیکن اس آیت کا دوسرا حصہ جو تمام دوسرے دینوں کے مقابلہ پر اسلام کے غلبہ سے تعلق رکھتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب یعنی مسیح موعود کی بعثت کے ذریعہ پورا ہونا مقدر تھا۔ جس نے دوسرے مذاہب کے زور کے وقت میں ظاہر ہو کر اسلام کو ان سب پر غالب کرنا تھا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی بعثت کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

کَیۡفَ اَنۡتُمۡ اِذَا نَزَلَ فِیۡکُمۡ ابۡنِ مَرۡیَمَ حَکَماً عَدَلاً فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَ یَقۡتُلَ الۡخِنۡزِیۡرَ۔

(درمنثور جلد 2 صفحہ 242)

یعنی اے مسلمانو! تمہارے لئے وہ زمانہ کیسا ہی مبارک ہو گا جبکہ تم میں ابن مریم نازل ہو گا۔ وہ صلیب کے زور کے زمانہ میں ظاہر ہو کر صلیب کو توڑ دے گا اور اسی طرح دوسری غیر دینی ناپاکیوں کا قلع قمع کر دے گا۔

پھر فرماتے ہیں:

کَیۡفَ تَہۡلِكُ اُمَّتِیۡ اَنَا اَوَّلُہَا وَالۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اٰخِرُہَا

(مشکوۃ جزء 2 باب ثواب ھذہ الامۃ صفحہ 583)

یعنی وہ امت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں مَیں ہوں اور اس کے آخر میں مسیح ابن مریم ہو گا۔

پھر ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

مَثَلُ اُمَّتِیۡ کَمَثَلِ الۡمَطَرِ لَا یُدۡرٰی اَوَّلُہٗ خَیۡرٌ اَوۡ اٰخِرُہٗ (جامع ترمذی)

یعنی میرے امت کا حال اس برسات کی طرح ہے جس کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا ابتدائی دور زیادہ بہتر ہے یا اس کا آخری دور زیادہ بہتر ہو گا۔

ان واضح اور زبردست حدیثوں سے ظاہر ہے کہ خدا نے ازل سے اسلام کی ترقی کے لئے دو دور مقرر کر رکھے ہیں۔ پہلا دور حضرت خاتم النبیین سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ہے جو تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا اور دوسرا دور آپ کے نائب اور شاگرد اور ظلِّ کامل مسیح موعود کا دور ہے جو تکمیل اشاعت کا زمانہ ہے۔ جس میں آپ کی لائی ہوئی ہدایت کو دلائل اور براہین اور روحانی نشانات کے ذریعہ تمام دوسرے دینوں پر اس طرح غالب کر کے دکھایا جانا تھا کہ دنیا کے دل پکار اٹھیں کہ:

"جا ایں جا است"

چنانچہ خدا کے فضل سے میں اپنی کتاب "تبلیغ ہدایت" میں ثابت کر چکا ہوں اور اسی طرح اس پر بہت سا دوسرا لٹریچر بھی موجود ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ یہ غلبہ سرعت کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا جلد جلد ایک وسیع اور مضبوط درخت کی صورت اختیار کر کے دنیا کی قوموں کو اپنے ٹھنڈے سایہ کے نیچے جمع کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اشتراکی ملکوں کو چھوڑ کر جنہوں نے فی الحال اپنی لادینیت کی وجہ سے ہمارے مبلّغوں کا داخلہ بند کر رکھا ہے باقی اکثر آزاد ممالک میں جماعت احمدیہ کے مبلّغ دن رات اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اور مسیحی مشنری ہماری جماعت کی کوششوں کی وجہ سے مرعوب اور خائف ہو رہے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے وہ وقت دور نہیں کہ صداقت کا آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام نہایت شاندار رنگ میں پورا ہو گا کہ:

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنارِ بلند تر محکم افتاد" (تذکرہ)

مگر میں اپنے مضمون کے مرکزی نقطہ سے ہٹ گیا۔ میں یہ بیان کرنا چاہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ رتبہ کہ آپ، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور اسلام کے آخری دور کے لیڈر یعنی مسیح ابن مریم قرار پائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ محبت اور لاثانی عشق کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ جو شعر اس مضمون کے عنوان کی زینت ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک فارسی نظم سے لیا گیا ہے۔ جس کے چند چیدہ اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں اور کس طرح والہانہ جذبہ سے فرماتے ہیں کہ:

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برَہِ یار تو یکساں کردی
ذرّہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تُوچُوں مہِ تاباں کردی
جانِ خود کس ندہد بہرِ کس از صدق و صفا
راست ایں است کہ ایں جنس تو ارزاں کردی
تانہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گِردِ تو گردم کہ چہ احساں کردی
آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

(درثمین فارسی مترجم صفحہ 378-379)

یعنی اے محبت تیرے آثار و نشانات کتنے عجیب وغریب ہیں تو نے محبوب کے رستہ میں زخم و مرہم (یعنی بیماری اور علاج) کو ایک جیسا بنا رکھا ہے۔ تو ایک ذرّہ بے مقدار کو اپنے ایک جلوہ سے سورج بنا دیتی ہے اور بسا اوقات تیری وجہ سے خاک کی ایک چٹکی میری طرح چمکتا ہوا چاند بن جاتی ہے۔ کوئی شخص کسی دوسرے کی خاطر اخلاص و وفا کے ساتھ اپنی جان نہیں دیتا مگر حق یہ ہے کہ تو ہی وہ چیز ہے جس نے اس نایاب جنس کو ارزاں کر دیا ہے۔ میں تو جب تک خدا اور اس کے رسول کے عشق میں دیوانہ نہیں ہوگیا میرے سر میں ہوش نہیں آیا۔ پس اپنے جنونِ عشق میں تیرے قربان جاؤں کہ تو نے مجھ پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ وہ مسیح کہ جسے لوگ آسمان پر بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہی آسمان سے اترے گا تو نے اے عشق و محبت اُسے اپنی کرشمہ سازی سے زمین میں ہی پیدا کر کے دکھا دیا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اپنے عشق و محبت کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

یا نبی اللہ نثارِ روئے محبوب توام
وقف راہت کردہ ام ایں سر کہ بَر دوش ست بار
تا بمن نورِ رسولِ پاک را بنمودہ اند
عشقِ او در دل ہمے جوشد چو آب از آبشار
آتشِ عشق از دمِ من ہمچو برقے مے جہد
یک طرف اے ہمدمانِ خام از گرد و جوار
یا رسول اللہ برؤیت عہد دارم استوار
عشق تو دارم ازاں روزے کہ بودم شیرخوار
یاد کن وقتے کہ در کشفم نمودی شکلِ خویش
یاد کن ہم وقتِ دیگر کآمدی مشتاقِ وار
یاد کن آں لطفِ ورحمتہا کہ بامن داشتی
وآں بشارت ہا کہ میدادی مرا از کردگار
یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا
آں جمالے، آں رخِ، آں صورتِ رشکِ بہار

(درثمین فارسی مترجم از ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب صفحہ 223-225، 222-224)

یعنی اے نبی اللہ! تیرے پیارے چہرے پر میں قربان جاؤں۔ میں نے تو تیرے رستہ میں اپنا سر وقف کر رکھا ہے۔ ہاں وہی سر جو میرے کندھوں پر ایک بوجھ ہے جب سے مجھے رسولِ پاک کا نور و جمال دکھایا گیا ہے۔ آپ کا عشق میرے دل میں اس طرح جوش مار رہا ہے جس طرح

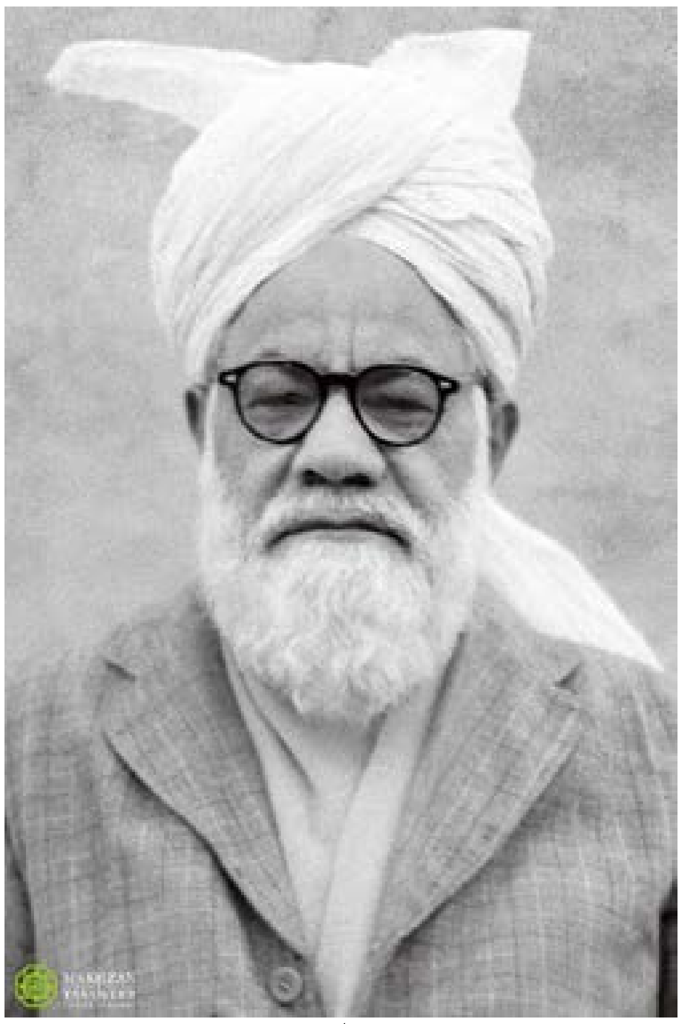

ایک آبشار سے پانی ابلا کرتا ہے۔عشق کی آگ میرے ہر سانس سے بجلی کی طرح نکلتی ہے۔ پس اے خام طبیعت کے ساتھیو! میرے پاس سے ایک طرف ہو جاؤ کہ کہیں یہ بجلی تمہیں بھسم نہ کر دے کیونکہ تم اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے۔ اے رسول اللہ میں آپؐ کے مبارک چہرے کے ساتھ ازلی پیوند رکھتا ہوں۔میرے دل میں آپؐ کا عشق اس زمانہ سے ہے کہ میں ابھی ایک شیرخوار بچہ تھا۔ وہ وقت یاد کریں کہ جب آپ نے مجھے کشف میں اپنا مبارک چہرہ دکھایا تھا اور وہ وقت بھی یاد کریں جب آپ میری طرف عالمِ رؤیا میں مشتاقانہ رنگ میں بڑھے تھے۔ ہاں وہ وقت بھی یاد کریں کہ جب آپ نے مجھ پر لطف ورحمت کی بارش برسائی تھی اور پھر وہ بشارتیں بھی یاد کریں جو آپ نے خدا کی طرف سے مجھے دی تھیں۔

ہاں ہاں وہ وقت بھی یاد فرمائیں کہ جب آپ نے عین بیداری میں مجھے اپنا جلوہ دکھایا تھا۔ وہ بے نظیر حسن و جمال وہ درخشندہ چہرہ اور وہ دلکش صورت جو دنیا کی تمام بہاروں کے لئے مقامِ رشک ہے۔

ایک اور جگہ اپنی محبت کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثارِ روئے تابانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رُو زِایوانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

(درثمین فارسی صفحہ 244-243)

یعنی میرا سر رسولِ پاک کی خاک پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمد پر قربان ہو رہا ہے۔ مجھے رسول اللہ کے پیارے گیسوؤں کی قسم ہے کہ میں محمدؐ کے نورانی چہرہ پر نثار ہو چکا ہوں۔ اگر آپ کے رستہ میں مجھے قتل کر دیا جائے بلکہ جلا کر خاک کر دیا جائے تو پھر بھی میں محمدؐ کی بارگاہ سے کبھی منہ نہیں پھیروں گا۔ مجھے کسی اور محبوب سے کچھ واسطہ نہیں میں تو صرف محمدؐ کے حسن و جمال کا کشتہ ہوں۔ تو نے عشق و محبت کی وجہ سے میری جان کو منور کر دیا ہے۔سو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان! تجھ پر میری جان قربان ہو۔

پھر اپنے ایک مشہور عربی قصیدہ میں فرماتے ہیں:

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَ تَحَنُّنٍ
یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ
یَا حُبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً
فِیْ مُھْجَتِیْ وَ مَدَارِکِیْ وَجَنَانِیْ
مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ آنِ
جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

یعنی اے میرے آقا! مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر رکھنا میں آپ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ اے میرے محبوب آپ کی محبت میرے خونِ دل میں اور میرے حواس میں اور میری روح میں رچ چکی ہے۔ اے میری خوشیوں کے باغیچے! میں تیرے پیارے منہ کی یاد سے ایک لحظہ اور ایک آن بھی خالی نہیں رہتا۔میرا جسم تک عشق و شوق کے غلبہ میں تیری طرف اڑنا چاہتا ہے۔ اے کاش! مجھے پرواز کی طاقت ہوتی۔

یہ اس بے پناہ اور عدیم المثال عشق و محبت کا نمونہ مشتے از خروارے ہے جو حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کے قلبِ صافی میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجزن تھی۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ ’’مشتے از خروارے‘‘ بھی نہیں بلکہ دانہ از خروارے ہے۔کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال اور تحریرات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے اس طرح معمور ہیں جس طرح ایک عمدہ اسفنج کا ٹکڑا پانی میں ڈبونے کے بعد پانی سے بھر جاتا ہے اور گویا پانی ہی پانی بن گیا ہے۔ پس لاریب جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ آپ کا وجود باجود خالصۃً محبتِ رسولؐ کی مقدس پیداوار ہے۔ اور اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ:

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

(درثمین فارسی صفحہ 379)

یعنی وہ مسیح کہ جسے لوگ آسمان پر چڑھ کر بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں اسے میرے عشقِ رسولؐ نے زمین سے پیدا کر کے دکھا دیا ہے۔

پس اے میرے دوستو اور عزیزو اور پیارو! بے شک عمل بہت بڑا درجہ رکھتا ہے مگر محض خشک عمل جو محبت سے خالی ہے اور جس میں عشقِ خدا اور عشقِ رسولؐ اور عشقِ مسیح کی چاشنی مفقود ہے وہ ایک بوسیدہ ٹہنی سے زیادہ نہیں۔ جو کسی وقت ٹوٹ کر گر سکتی ہے۔ پس اپنے دلوں میں محبت کی چنگاری پیدا کرو۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے جواب دیا تم قیامت کے متعلق پوچھتے ہو کیا تم نے اس کے لئے کوئی تیاری بھی کی ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز، روزہ وغیرہ کی تو چنداں تیاری نہیں مگر میرے دل میں خدا اور اس کے رسول کی سچی محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (صحیح البخاری کتاب الادب باب عَلَامۃ الحب فی اللہ)

یعنی پھر تسلی رکھو کہ انسان کو اپنی محبوب ہستیوں سے جدا نہیں کیا جائے گا۔

یہ حدیث بچپن سے لے کر میرے سامنے قطب ستارے کی طرح رہی ہے جس سے میں اپنے لئے رات کی تاریکیوں اور دن کی پریشانیوں میں رستہ پاتا رہا ہوں۔ اور جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر پڑھا جو عنوان میں درج ہے یعنی:

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک مراآں کر دی

(درثمین فارسی صفحہ 379)

تو اس پر میں نے یوں محسوس کیا کہ یہ آواز تو میرے اپنے دل کی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ وَابْعَثْنِیْ تَحْتَ اَقْدَامِھِمَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

(محررہ 16فروری 1959ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 20مارچ 1959ء)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

محفوظ نہیں ہے، کوئی دنیا کا شخص محفوظ نہیں ہے۔ ہالینڈ تو ویسے بھی ایسا ملک ہے جس کا اکثر حصہ سمندر سے نکالا ہوا ہے، طوفان تو بلندیوں اور پہاڑوں کو بھی نہیں چھوڑتے، یہ تو برابر کی جگہ ہے بلکہ بعض جگہ نیچی بھی ہے۔

1953ء میں یہاں طوفان آیا تھا جس نے بڑی آبادی کو نقصان پہنچایا تھا اس کے بعد ان لوگوں نے، یہاں کی حکومت نے بچاؤ کے لئے ایک بڑا منصوبہ بنایا جس میں دریاؤں کے منہ پر سمندر میں بہت سارے بند باندھے گئے، روکیں بنائی گئیں، ڈیم بنائے گئے، یہ منصوبہ جہاں مختلف جگہوں پر ہے ڈیلٹا ورکس کہلاتا ہے، مَیں بھی اسے دیکھنے گیا تھا، یہ ایک اچھی انسانی کوشش ہے لیکن دنیا میں آج کل جس طرح طوفان آ رہے ہیں، کوئی بھی ملک اس سے محفوظ نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ وہاں گائیڈ تھا، مجھے کہنے لگا کہ اس کی وجہ سے ہم نے آئندہ کے لئے ہالینڈ کو محفوظ کر دیا ہے۔ تو مَیں نے اس سے کہا کہ یہ کہو کہ محفوظ کرنے کی جو بہترین کوشش ہو سکتی تھی ہم نے کی ہے۔ اصل تو خدا جانتا ہے کہ کب تک کے لئے تم نے اس کو محفوظ کیا ہے، اور کب تک یہ حفاظت رہے گی۔ کہنے لگا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے بعد جتنی دیر بھی وہ مجھے تفصیل بتاتا رہا، ہر فقرے کے ساتھ یہی کہتا تھا کہ یہ کوشش ہے، کیونکہ ایسے طوفان عموماً 200 سال بعد آتے ہیں۔ لیکن اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب طوفان آئے اور کس حد تک یہ محفوظ رہ سکے۔ بہرحال اس دوران میں جب بھی وہ مجھے کوئی تفصیل بتا رہا تھا، کم از کم چار پانچ مرتبہ اس نے خدا کی خدائی کا اقرار کیا اور بیان کیا کہ ہاں اگر اللہ محفوظ رکھے تو ہم رہ سکتے ہیں۔ تو یہاں ایسے لوگ ہیں جن کو اگر سمجھایا جائے تو ایک خدا کا تصور فوراً ابھرتا ہے۔ آفت میں گھرے ہوں تو اللہ کہتا ہے کہ اس وقت میرا نام ہی لیتے ہیں اور کوئی خدا یاد نہیں آتا۔ اس نے مجھے کہا کہ وزیٹرز بک (Visitor's Book) پر اپنے تأثرات لکھ دو، دستخط کرو تو مَیں نے اس پر یہی لکھا کہ یہ ایک اچھی انسانی کوشش ہے اور کوشش کے لحاظ سے ایک زبردست منصوبہ ہے جو ملک کو بچانے کے لئے انجینئرز نے بنایا ہے۔ لیکن ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اصل منصوبے خدا تعالیٰ کے ہیں اور حقیقی حفاظت میں رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی یاد ہمیشہ رہنی چاہئے۔

تو بہرحال آج کل دنیا جس مادیت پرستی میں پڑی ہوئی ہے، اور اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے، مغرب بھی اسی طرح ہے اور مشرق بھی اسی طرح ہے، سب خدا کو بھولے ہوئے ہیں۔ پھر بعض طبقے جو مزید آگے بڑھے ہوئے ہیں وہ پھر اللہ تعالیٰ کی غیرت کو بھڑکانے والے بھی ہیں، نہ صرف بھولے ہوئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیہودہ گوئی بھی کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کے عذاب کو آواز دینے والی ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں اتمام حجت کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائے۔ اسلام کی صحیح تصویر دنیا کو دکھائیں۔ عیسائیوں کو بھی، یہودیوں کو بھی، لامذہبوں کو بھی اور مسلمانوں کو بھی جو تمام نشانات دیکھنے کے باوجود مسیح موعود کا انکار کر رہے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی، پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے‘‘۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22صفحہ 268 مطبوعہ لندن)

(خطبہ جمعہ 24/ اگست 2007ء)

از اویس احمد نصیر (مربی سلسلہ)

بلادِ عرب پر آنحضرت ﷺ کے احسانات کا تذکرہ

(از عربی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر و تحریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا تذکرہ ہمیشہ جاری رہا۔ کبھی نظم میں اور کبھی نثر میں، کبھی اردو میں، کبھی فارسی اور کبھی عربی زبان میں۔

عربی زبان سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ کسی بھی مضمون کو بیان کرنے کے لئے عربی زبان اپنے اندر خاص صلاحیت رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے عرب قوم کی شاعری کا دنیا بھر کی زبانوں میں ایک خاص مقام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مادری زبان گو عربی نہ تھی مگر آپؑ نے اس کا خداداد علم پانے کے بعد اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اپنے عربی کلام میں اس انداز سے کیا ہے کہ عرب لوگ بھی اس کو پڑھ کر روحانی حظ محسوس کرتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپؑ کا قلم اور آپؑ کی زبان اپنے محبوب کے حسن و احسان کے تذکرہ سے کبھی بھی نہ تھکتی تھی۔ آپؑ نے اپنے معشوق ﷺ کے حسن و احسان کا کبھی کسی پہلو سے مشاہدہ کیا اور کبھی کسی پہلو سے اور پھر ہمیشہ اپنی تقریر و تحریر کو اس کے تذکرہ سے مزین کرتے چلے گئے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ اس نورعلیٰ نور وجود ﷺ کی روشنی آپؑ کی نظم و نثر کی وساطت سے دنیا کے کونے کونے تک پہنچ کر اور دنیا کی تاریکیوں کو روشنیوں میں بدل رہی ہے۔

یہ مضمون اپنی ذات میں بہت وسیع ہے مگر آج کے مضمون میں آپؑ کے عربی منظوم کلام میں صرف اس حصہ کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں حضور ﷺ کے عرب قوم پر احسانات کا دلگداز تذکرہ ہے۔

حضور ﷺ عرب کی ایک بستی مکہ میں پیدا ہوئے جہاں کے اکثر لوگ سخت مزاج اور وحشی صفت تھے۔ وہ کسی کی اطاعت قبول نہیں کرتے تھے۔ وہاں کی زمین سنگلاخ تھی اور لوگوں کے دل پتھر تھے۔ شراب خوری اور زناکاری اس سرزمین کا دستور تھا۔ گویا کہ ضلالت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ مگر یہ حلقہ ظلمت کدہ پھر نورِ محمد ﷺ سے مستفیض ہوا اور جہاں جہاں بادِسموم کا تصور تھا وہاں رقص بہاراں کے جشن میں راحت آمیز ہوائیں اٹھکیلیاں کرنے لگیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَقَدْ كَانَ وَجهُ الْاَرْضِ وَجْهًا مُّسَوَّدًا
فَصَار بِهٖ نُورًا مُّنِيْرًا وَّ اَغْيَدًا

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 92)

اور روئے زمین تو ایک تاریک سطح تھی۔ پس اس ﷺ کے ذریعے وہ سطح نورتاباں اور سرسبز ہوگئی۔

آنحضرت ﷺ کا یہ احسان عظیم تھا کہ ایسی قوم کو جو اپنی اخلاقی گراوٹ میں ایک نام رکھتی تھی اور اقوام عالم میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی آنحضرت ﷺ نے خالص سونے کی ڈلی بنادیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 591)

کہ تو نے انہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا تو تو نے انہیں خالص سونے کی ڈلی بنادیا۔

اس طرح ایک اور شعر میں فرماتے ہیں:

عَادَتْ بِلَادُ الْعُرْبِ نَحْوَ نَضَارَةٍ
بَعْدَ الْوَجٰى وَالْمَحْلِ وَالْخُسْرَانِ

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 591)

ملک عرب خشک سالی، قحط اور تباہی کے بعد شاداب ہوگیا۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے عرب کی تاریخ کا رخ ہی موڑ دیا۔ وہ تاریخ جس کا دامن ظلم و بربریت سے تارتار تھا۔ وہ تاریخ جس میں قیصروکسریٰ کا استبداد لوگوں کا مقدر بن چکا تھا۔ اس ظلمت کا خاتمہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دین اور تقویٰ کی بنیاد پر بلال حبشی رضی اللہ عنہ جیسے غلام کو ابوجہل اور ابولہب جیسے سرداروں پر دائمی فوقیت حاصل ہوگئی۔ آپؐ نے تمام نسلی، جغرافیائی، لسانی فرق مٹائے اور زید و بکر کو ایک صف میں کھڑا کر دیا۔ آپؐ کی ذاتِ بابرکات کی بدولت روحانی اور جسمانی دونوں لحاظ سے صنم ہائے خود تراشیدہ ریزہ ریزہ ہوگئے۔

عرب قوم کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ وہ لڑائی کو فخر سمجھتے تھے جیسے کہ عمرو بن کلثوم تغلبی کا شعر ہے کہ:

اَلَا لَا يَجْهَلَنَّ اَحَدٌ عَلَيْنَا
فَنَجْهَلُ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِيْنَا

کہ خبردار کوئی ہم پر جہالت نہ کرے۔ یعنی ہم سے نہ الجھے وگرنہ ہم جاہلوں کی جہالت سے بڑھ کر جہالت کا مظاہرہ کریں گے۔

(تاریخ الادب العربی۔ تالیف احمد حسن الزیات۔
مطبوعہ دار المعرفہ بیروت لبنان 1993ء۔ صفحہ 51)

گویا عرب میں جہالت، کشت و خون، درندگی اور حیوانیت کا دَور دورہ تھا۔ اس جہالت کا خاتمہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور افق عالم میں ایسا نورانی وجود ظاہر ہوا جس کی تمازت نے ہزاروں سالوں سے بھڑکتی آگ کے شعلوں کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔

آنحضرت ﷺ کے اس عظیم الشان احسان کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ کے عاشقِ صادق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَتَعْرِفُ قَوْمًا كَانَ مَيْتاً كَمِثْلِهِمْ
نَؤُوْمًا كَاَمْوَاتٍ جَهُوْلًا يَلَنْدَدَا
فَاَيْقَظَهُمْ هٰذَا النَّبِيُّ فَاَصْبَحُوْا
مُنِيْرِيْنَ مَحْسُوْدِيْنَ فِي الْعِلْمِ وَالْهُدٰى

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد 7 ص 93)

کہ کیا تو ایسے لوگوں کو جانتا ہے جو ان جیسے مردہ تھے۔ وہ لوگ مردوں کی طرح سوئے ہوئے تھے اور بہت جاہل اور جھگڑالو تھے۔ سو اس نبیؐ نے ان کو بیدار کر دیا تو وہ نور دینے والے اور علم و ہدایت میں قابل رشک ہو گئے۔

مَے نوشی کا یہ حال تھا کہ اس 'فریضہ' کے لئے پانچ وقت مقرر تھے۔ اور ہر وقت کے لئے الگ شراب مقرر تھی۔ چنانچہ انہیں جاشریہ، صبوح، قیل، غبوق، فحمہ وغیرہ کا نام دیا گیا۔ لبید بن ربیعہ نے مے نوشی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

بَاكَرْتُ حَاجَتَهَا الدَّجَاجَ بِسُحْرَةٍ
لِاُعَلَّ مِنْهَا حِيْنَ هَبَّ نِيَامُهَا

یعنی مَیں نے مرغ سے بھی جو بہت صبح سویرے اٹھتا ہے سبقت کرتے ہوئے سحری کے وقت شراب پی۔ اس لئے نہیں کہ لوگ مجھے دیکھ کر شراب نوشی کا طعنہ نہ دیں بلکہ اس لئے کہ جب رات کے سوئے ہوئے صبح کو میخانے میں آکر شراب نوشی کریں تو میں ان سے فخریہ کہہ سکوں کہ تم تو پہلی بار شراب پی رہے ہو اور میں دوسری بار۔

(شرح المعلقات العشر للقاضی ابو عبد اللہ الحسین الزوزنی۔
مطبوعہ دار مکتبۃ الحیاۃ بیروت، لبنان، 1983ء۔ صفحہ 184)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ احسان تھا کہ آپؐ کی تربیت سے انہوں نے شراب کو فی الفور چھوڑ کر عبادات کو اختیار کرلیا۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تَرَكُوْا الْغَبُوْقَ وَبَدَّلُوْا مِنْ ذَوْقِهٖ
ذَوْقَ الدُّعَآءِ بِلَيْلَةِ الْاَحْزَانِ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 592)

کہ انہوں نے شام کی شراب ترک کر دی اور اس کی لذت کے بدلے انہوں نے غم کی راتوں میں دعا کی لذت اختیار کرلی۔

نیز آپؑ نے ایک اور شعر میں فرمایا:

وَجَعَلْتَ دَسْكَرَةَ الْمُدَامِ مُخَرَّباً
وَاَزَلْتَ حَانَتَهَا مِنَ الْبُلْدَانِ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 592)

اور تو نے مے خانوں کو ویران کر دیا اور شہروں سے شراب کی دکانیں ہٹا دیں۔

معمولی معمولی باتوں پر لڑنا، ایک دوسرے کو قتل کرنا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ ہر بچہ اپنے عزیزوں کے قاتل سے انتقام لینے کے جذبے میں پرورش پاتا تھا۔ اور عفو و درگزر کا دور دور تک نام و نشان نہ ہوتا تھا۔ جبر و تشدد کی ژالہ باریاں مصروفِ تباہی تھیں۔ ظلم کی یہ انتہا تھی کہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ لڑکی کی پیدائش پر افسوس ہوتا تھا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام ابوحمزہ تھا وہ صرف اسی وجہ سے اپنی بیوی سے ناراض ہوگیا کہ اس کی بیٹی پیدا ہوئی ہے اور اس نے پڑوسیوں کے گھر رہنا شروع کر دیا۔ لہٰذا اس کی بیوی بچی کو لوری دیتی ہوئی یہ شعر پڑھتی کہ:

مَا لِاَبِيْ حَمْزَةَ لَا يَاْتِيْنَا
يَظَلُّ فِي الْبَيْتِ الَّذِيْ يَلِيْنَا
غَضْبَانَ اَلَّا نَلِدُ الْبَنِيْنَا
تَاللّٰهِ مَا ذَالِكَ فِي اَيْدِيْنَا

کہ ابوحمزہ کو کیا ہوگیا ہے کہ جو ہمارے پاس نہیں آتا اور پڑوسی کے گھر میں رہ رہا ہے۔ وہ صرف اس بنا پر ناراض ہے کہ ہم نے لڑکا نہیں جنا۔ خدا کی قسم یہ کام میرے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔

(البیان والتبیین۔ مولف: ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ۔
الجزء اول ص 127 دار احیاء التراث العربی۔ بیروت۔ لبنان)

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی بدولت صنف نازک کا

مقام ومرتبہ قائم ہوا۔ اور قتل و غارت اور خوف و ہراس کی آندھیاں تھم گئیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وَ مَا بَقِی اَثَرٌ مِّنْ ظُلْمٍ وَّ بِدْعَاتٍ
بِنُورِ مُهْجَةِ خَيْرِ الْعُجْمِ وَالْعَرَبِ

(سِرّالخلافۃ۔روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 430)

اور ظلم و بدعات کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔عرب و عجم میں سے بہترین شخص صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے نور کی وجہ سے۔

عورتوں کے نکاح کے متعلق یہ حکم نازل ہوا کہ جن کی حرمت قرآن میں آ گئی ان سے نکاح حرام ہوگیا۔ چنانچہ سیدنا احمد علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَّا النِّسَآءُ فَحُرِّمَتْ اِنْكَاحُهَا
زَوْجًا لَهٗ التَّحْرِيْمُ فِي الْقُرْاٰنِ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 591)

کہ عورتوں سے متعلق تو یہ حکم ہوا کہ ان کا نکاح ایسے خاوند سے جس کی حرمت قرآن میں آ گئی، حرام کر دیا گیا۔

اس ظالم قوم کے ظلم کا یہ حال تھا کہ قضاء وقدر کی بھی پرواہ نہ تھی جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:

سَاَغْسِلُ عَنِّي الْعَارَ بِالسَّيْفِ جَالِبًا
عَلَيَّ قَضَاءَ اللّٰهِ مَا كَانَ جَالِبًا

میں اپنے اوپر سے شرم و عار کو ضرور تلوار کے ساتھ دھوؤں گا۔ پھر اللہ کی قضاء مجھ پر جو چاہے لاوے مجھے پرواہ نہیں۔

(دیوان الحماسہ۔تالیف ابی تمام حبیب بن اوس الطائی۔
الطبعۃ الاولی ۱۹۹۸ء۔صفحہ ۱۶۔دارالکتب العلمیۃ بیروت۔لبنان)

اس شعر کو پڑھ کر انسان یہ بات کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ واقعۃً یہ ایک مردہ قوم تھی۔ اور اسے زندگی بخش رسول صلی اللہ علیہ السلام نے زندہ کیا ہے۔ سیدنا احمد علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَحْيَيْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَةٍ
مَاذَا يُمَاثِلُكَ بِهٰذَا الشَّانِ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 592)

کہ تو نے صدیوں کے مُردوں کو ایک ہی جلوہ سے زندہ کر دیا۔ کون ہے جو اس شان میں تیرا مثیل ہو سکے۔

عرب کی اخلاقی حالت یہ تھی کہ شراب و شباب اہل عرب کی رگ و پے میں سرایت کر چکے تھے۔ اس قدر کہ اشعار کا آغاز عورتوں سے محبت کے ذکر اور اُن سے ہونے والے راز و نیاز سے کرنے میں فخر محسوس کرتے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ احسان فرمایا کہ انہیں قرآن کریم جیسی لعل تاباں کتاب کی تعلیم دی اور ان کو تلامیذ القرآن بنا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ان برائیوں سے نکل کر خدا سے ہم کلام ہوئے اور خدا کی محبت میں فانی ہو گئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

كَمْ مُسْتَهَامٍ لِلرَّشُوْفِ تَعَشُّقًا
فَجَذَبْتَهُمْ جَذْبًا اِلَى الْفُرْقَانِ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 592)

بہتیرے معطر دہن عورتوں کے عشق میں سرگرداں تھے۔ سو تو نے انہیں فرقان کی طرف کھینچ لیا۔

ایک اور شعر میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

كَانَ الْحِجَازُ مَغَازِلَ الْغِزْلَانِ
فَجَعَلْتَهُمْ فَانِيْنَ فِي الرَّحْمٰنِ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 591)

کہ اہل حجاز آہو چشم عورتوں سے عشق بازی میں لگے ہوئے تھے۔ سو تو نے ان کو خدائے رحمٰن کی محبت میں فانی بنا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دلوں کو موہ لینے والے احسانات کے متعلق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِحْسَانُهٗ يُصْبِي الْقُلُوْبَ
وَحُسْنُهٗ يُرْوِي الصَّدَا

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 70)

اس کا احسان دلوں کو موہ لیتا ہے اور اس کا حسن پیاس کو بجھا دیتا ہے۔

یہ نمونۃً چند اشعار ہیں ورنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں متعدد اشعار ہیں جن میں آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا تذکرہ روشن ستاروں کی طرح جھلک رہا ہے کہ جن کو دیکھ کر بے اختیار دل سے یہ صدا بلند ہوتی ہے

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا
فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

اے میرے رب! اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیجتا رہ۔ اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 16 نومبر 2018ء)

☆...☆...☆

نیشنل اجتماع مجلس انصار اللہ سینیگال

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی میں جماعت احمدیہ روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ گزشتہ چند مہینوں سے کورونا وائرس کی وبا نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر جس طرح مفلوج کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس وبا اور اس کے نتیجے میں ہونے والے معاشی بحران کے باوجود جماعت احمدیہ کا قدم ہر آن اور ہر لحظہ اپنی منزل کی جانب آگے بڑھ رہا ہے۔

مذکورہ بالا پس منظر کے باوجود حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مجلس انصار اللہ سینیگال کو اپنا سالانہ اجتماع مورخہ 30تا31/اکتوبر 2020ء کو حکومت کی طرف سے جاری کردہ احتیاطی تدابیر اور پابندیوں کے مطابق منعقد کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

امسال جماعتی کیلنڈر 2020ء مرتب کرتے ہوئے امیر جماعت سینیگال مکرم ناصر احمد سدھو صاحب نے یہ ہدایت جاری کی تھی کہ امسال نیشنل اجتماع انصار اللہ سینیگال تانباکنڈا ریجن (Tambacounda) میں منعقد ہوگا۔

چنانچہ مقررہ تاریخ سے ایک ماہ قبل ہی ریجنل سطح پر ریجنل زعیم انصار اللہ مکرم سالف والی صاحب اور لوکل معلم مکرم بدرا سار صاحب کی سرکردگی میں ایک کمیٹی قائم ہوئی۔ اس کمیٹی کی تین میٹنگز ہوئیں جن میں اجتماع سے متعلقہ انتظامات و تیاری کا جائزہ لیا گیا۔

مورخہ 29/اکتوبر بروز جمعرات کو ہی مجلس انصار اللہ کے ممبران دیگر ریجنز مثلاً

Dakar (465km),
Zinginchour (435km),
Theis (380km)
&Saint Louis (525km)

سے آنا شروع ہو گئے تھے۔

مورخہ 30/اکتوبر 2020ء کو مکرم امیر صاحب سینیگال نے خطبہ جمعہ کے ذریعہ اجتماع کا افتتاح کیا اور انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

بعد ازاں انصار کے مابین 8 ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں کلائی پکڑنا، میوزیکل چیئر، ریلے ریس، 100 میٹر دوڑ، فٹ بال اور دیگر مقابلہ جات شامل تھے۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد انصار کے مابین علمی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں تلاوت، حفظِ قرآن، دینی معلومات وغیرہ شامل تھے۔ اگلے دن بروز ہفتہ دیگر ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ بعد ازاں ایک طویل

مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی۔

اس کے بعد مکرم یونس بوجاں صاحب صدر مجلس انصار اللہ سینیگال نے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کیے۔ اختتامی تقریب کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں طعام پیش کیا گیا جس کے بعد تمام انصار اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوگئے۔

شعبہ رجسٹریشن کے مطابق انصار کی تعداد 211 رہی اور دیگر معاونین خدام کو ملا کر کل تعداد 250 سے زائد رہی جو کہ گزشتہ سال کی تعداد سے دوگنی ہے۔ الحمدللہ علی ذالک

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو انصار کی تربیتی و تعلیمی لحاظ سے ترقی کا ذریعہ بنائے۔ آمین (رپورٹ: حافظ مصور احمد مزمل۔ مربی سلسلہ سینیگال)

از حمید اللہ ظفر (جرمنی)

جلسہ سالانہ ربوہ کی یادیں

رات چپکے سے دسمبر نے یہ سرگوشی کی
پھر سے اک بار رلاؤں تجھے جاتے جاتے

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود رکھی اور پہلا ایک روزہ جلسہ سالانہ 27/دسمبر 1891ء کو قادیان دارالامان میں منعقد ہوا۔ جس میں 75 خوش قسمت مخلصین سلسلہ نے شرکت کی۔ پھر ایک اشتہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری جماعت کو اطلاع دی کہ ہر سال 29,28,27 دسمبر کی تاریخوں میں جلسہ منعقد ہوا کرے گا۔

شروع شروع میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام شاملین جلسہ کے لئے کھانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام خود کرتے تھے۔ بلکہ بعض مستحقین ایسے تھے جن کو آمد و رفت کے لئے بھی مدد دی جاتی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اکثر دور دراز ملکوں کے ایسے غرباء وفقراء ہوتے ہیں جن کو جاتے وقت زادِ راہ دے کر رخصت کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے اہتمام میں مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب بدل و جان کوشش کرتے ہیں۔ اکثر دور کے مسافروں کو اپنے پاس سے زاد راہ دیتے ہیں چنانچہ بعض کو تیس تیس یا چالیس چالیس روپیہ دینے کا اتفاق ہوا ہے۔

(کتابچہ جلسہ سالانہ شائع کردہ جماعت احمدیہ برطانیہ صفحہ 33)

ایک موقع پر تو گھر کے سارے بستر مہمانوں کو دے دیئے گئے۔ پھر خادم آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ مہمان بہت زیادہ آگئے ہیں اور بستر ختم ہو گئے ہیں۔ آپؑ نے اپنا بستر بھی مہمانوں کے لئے بھجوا دیا۔ اس وقت حضرت مصلح موعودؓ جو چھوٹے بچے تھے آپؑ کے پاس تھے۔ آپؑ نے انہیں گود میں لیا اور اوپر کمبل ڈال دیا۔ فرمایا کہ ہمارا کیا ہے ہم اسی طرح رات گزار لیں گے۔ اللہ اللہ حضور علیہ السلام کس قدر اپنے مہمانوں کا خیال رکھتے تھے۔

جلسہ سالانہ کا مستقل انعقاد دسمبر میں قادیان میں ہونا شروع ہوا۔ 27/دسمبر 1893ء کا جلسہ بوجوہ ملتوی کر دیا گیا۔ لیکن بعد میں دسمبر میں جلسہ کا انعقاد مستقل ہوگیا۔ 1946ء تک قادیان میں جلسہ سالانہ ہوتا رہا۔ تقسیم ہند کے بعد 1947ء اور 1948ء کو دو سال جلسہ سالانہ منعقد نہ ہو سکا۔

1949ء کو نئے مرکز ربوہ میں 15/اپریل تا 17/اپریل جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ 1966ء کو رمضان المبارک کی وجہ سے جلسہ سالانہ 26 تا 28 / مارچ 1967ء ربوہ میں منعقد ہوا۔ اسی طرح 1967ء کا جلسہ 11 تا 13/ جنوری 1968ء منعقد ہوا۔ پھر 1968ء میں دسمبر میں 26تا28/دسمبر منعقد ہوا۔ گویا اس سال 2مرتبہ جلسہ منعقد ہوا۔ پھر 1971ء میں پاکستان اور انڈیا کے درمیان ہونے والی جنگ کے باعث جلسہ سالانہ نہیں ہوسکا۔

1983ء تک ربوہ میں سالانہ جلسے ہوتے رہے۔ 1984ء میں ایک ظالمانہ آرڈیننس کی وجہ سے ربوہ میں جلسہ منعقد نہ ہو سکا۔ 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح کی ہجرت کے بعد 1985ء سے برطانیہ میں جلسے منعقد ہونا شروع ہو گئے۔ 2001ء میں جرمنی میں پہلا عالمی جلسہ من ہائم (Mannheim) کے مقام پر ہوا۔ اس سال برطانیہ میں ''منہ کھر'' کی بیماری پھیلنے کی وجہ سے جلسہ نہیں ہو سکا تھا۔

1984ء میں ربوہ میں جلسہ سالانہ تو بند کر دیا گیا لیکن آہستہ آہستہ ملک ملک میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہونے شروع ہو گئے۔ لیکن قادیان اور ربوہ کے جلسوں کی یادیں ہمیشہ کے لیے قلب و ذہن پر نقش ہیں۔

تقسیم ہند سے پہلے لوگ دور نزدیک سے میلوں کا سفر پیدل طے کر کے جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوتے تھے۔ میرے والد صاحب اکثر بتایا کرتے تھے کہ ہم کچھ احمدی اکٹھے ہو کر داتہ زید کا (سیالکوٹ) سے بدوملہی اور پھر وہاں سے دریائے راوی کو جو سردیوں میں خشک ہو جاتا تھا اور کہیں کہیں تھوڑا پانی کھڑا ہوتا تھا عبور کر کے بستی بستی گزر کر قادیان جلسہ پر پہنچا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیتِ دعا کا ایک واقعہ جو اس سفر کے دوران ہر سال سُنتے، بڑے مزے سے سنایا کرتے تھے کہ جب ہم ایک جگہ سے گزرتے تو وہاں ایک سکھ صاحب بیٹھے ہوتے تھے۔ ساتھ ہی ان کے کھیت تھے جہاں سے گنا کاٹ کر بیلنے پر اس کارس نکالا جارہا ہوتا تھا اور وہ جلسہ پر جانے والے ہر مہمان کو کہتے گنے کا رس پی کر جائیں۔ ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو بتایا کہ میرے والد صاحب کے ہاں اولاد نہیں تھی جبکہ شادی کو ایک لمبا عرصہ گزر چکا تھا۔ کسی نے میرے والد صاحب کو کہا کہ تم قادیان والے مرزا صاحب کے پاس جاؤ اور ان سے دعا کرواؤ تو اللہ تمہیں اولاد دے گا۔ چنانچہ میرے والد صاحب مرزا صاحب کے پاس قادیان گئے اور دعا کے لئے کہا۔ مرزا صاحب نے دعا کا وعدہ کیا اور فرمایا میرا اللہ تمہیں اولاد عطا فرمائے گا۔ چنانچہ مرزا صاحب کی دعا قبول ہوئی اور اللہ نے میرے والد کو بیٹا دیا۔ اور وہ بیٹا میں ہوں۔ میں مرزا صاحب کی دعا سے پیدا ہوا۔ اب میرا اتنا تو فرض بنتا ہے کہ میں ان کے مریدوں کی یہ تھوڑی سی خدمت کروں۔

قادیان دارالامان کی تو بے شمار برکات ہیں اور آج قادیان کا نام دنیا بھر میں گونج رہا ہے۔ خاکسار راقم نے تو وہ زمانہ نہیں دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ گزر جانے کے ایک عرصہ بعد میری پیدائش ہوئی لیکن مجھے اس طرح قادیان کی برکت کا تجربہ ہوا کہ خاکسار 1987ء میں پاکستان ایئر فورس میں ملازمت کے سلسلہ میں ڈرگ روڈ کراچی میں متعین تھا ان دنوں میری رہائش بیت المبارک ڈرگ روڈ کے ساتھ جماعتی گیسٹ ہاؤس میں تھی۔ اللہ نے مجھے جڑواں بچیاں عطا فرمائی تھیں۔ جو بیمار ہوگئیں ڈاکٹر نے ان کے لیے گائے کا دودھ تجویز کیا۔ قریب ہی ایک آدمی کا باڑا تھا جہاں بھینسوں اور گائے کا دودھ فروخت ہوتا تھا۔ علی الصبح دودھ دھو لیتے تھے پہلے دن میں تاخیر سے دودھ لینے گیا۔ پتہ چلا وہ دودھ بیچ کر گھر چلا گیا ہے اور بچا ہوا دودھ گھر لے گیا ہے۔ مجھے اس کے گھر کا پتہ تھا وہاں پہنچا دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر آیا۔ میں نے کہا مجھے گائے کا دودھ چاہئے۔ کہنے لگا دودھ تو ختم ہو گیا ہے۔ میں واپس مڑا تو پیچھے سے آواز دی کہ ٹھہرو اور پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ میں نے کہا بیت المبارک کے سامنے گیسٹ ہاؤس میں۔ پوچھا آپ احمدی ہیں؟ میں نے کہا جی میں احمدی ہوں یہ سن کر اس نے کہا برتن مجھے دو اور اندر سے گائے کا دودھ لے آیا۔ مجھے اس پر تعجب ہوا کہ پہلے انکار کیا پھر دودھ دے دیا، راز کیا ہے؟ میرے پوچھنے پر بتایا کہ جب مجھے پتہ چلا کہ آپ احمدی ہیں تو انکار نہیں کر سکا کیونکہ میرا گاؤں قادیان سے آگے ہے۔ جب کبھی دیر ہوتی اور بٹالہ سے چل کر رات پڑ جاتی تو ہم مرزا صاحب کے لنگر خانے میں رات گزارتے تھے۔ وہاں مجھے گرم گرم تازہ کھانا اور سردیوں کی یخ بستہ راتوں میں گرم بستر بھی ملتا تھا، تو میرا بھی فرض ہے کہ میں مرزا صاحب کے مرید کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤں۔ پھر دودھ کے اوقات بتائے کہ آپ اس دوران آ کر دودھ لے جایا کریں یا مجھے بتا دیں کتنا دودھ روزانہ چاہئے اتنا میں ہر دن علیحدہ کر کے رکھ لیا کروں گا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

قادیان جلسہ سالانہ پر پیدل جانے کی بات ہو رہی تھی۔

پاکستان بننے کے بعد بھی ایسے مخلصین سلسلہ تھے جو پیسے بچا کر جلسہ کے لئے آمد و رفت کا خرچہ جمع کر کے جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہوتے تھے۔ ان میں سے اپنے گاؤں داتہ زید کا کے ایک درویش صفت بزرگ چودھری سید احمد باجوہ مرحوم کو جانتا ہوں جو مرغی کے انڈوں پر بھی چندہ دیا کرتے تھے۔ اکثر وہ گھی بیچ کر جلسہ سالانہ پر جانے کا کرایہ جمع کر لیتے لیکن ایسا بھی ہوا اور اکثر ہوا کہ جب پیسے پاس نہیں ہوتے تھے تو وہ جلسہ سالانہ ربوہ پر داتہ زید کا سے پیدل دو تین دن کا سفر طے کر کے جایا کرتے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان کی نسل کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضلوں سے بہت نوازا ہے اور وہ دنیا میں ملکوں ملکوں پھیل چکے ہیں۔ اور میرے اس محترم بزرگ کے ایک پوتے کو اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کی انتظامیہ میں خدمت کی سعادت و خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

جب میں بچہ تھا۔ ہم لوگ داتہ زید کا میں جلسہ سالانہ کی تیاری میں مصروف ہوتے، نئے کپڑے سلواتے ہیں، خوشی کا عجیب سماں ہوتا۔ جوں جوں جلسہ کے دن قریب آتے عجیب روحانی سرور بڑھتا جاتا۔ آخر روانگی کی صبح والدہ سحری کے وقت اٹھتیں۔ راستے کے لئے مولی یا آلو کے پراٹھے اور کبھی انڈے پراٹھے تیار کرتیں۔ صبح کی نماز کے بعد سفر شروع ہوتا۔ گاؤں سے تین چار میل پیدل منگلا نہر کے پل تک شدید سردی میں چلنا پڑتا۔ اور جب زیادہ سردی محسوس ہوتی کھیتوں سے پرالی اکٹھی کر کے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
GET IT ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آگ جلا کر جسم کو گرم کر لیتے اور پھر سفر شروع ہوتا۔آخر منگلا پل پر پہنچتے تو وہاں تانگے کا انتظار کرتے تا کہ اس پر سوار ہو کر مہتہ سوجا جائیں۔اور وہاں سے سپیشل ٹرین سے ربوہ پہنچیں۔ کچھ مرد اور خواتین بدوملہی کی مسجد میں رات گزار کر اگلے دن سپیشل ٹرین سے ربوہ جاتے۔بدوملہی کی جماعت ان سب کی خوب تواضع کرتی۔ ہم مہتہ سوجا اسٹیشن پر سپیشل ٹرین کا انتظار کرتے۔ گاڑی آتی اور فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھتی۔گاڑی جگہ جگہ ٹھہرتی۔نعروں کی صدا بلند ہوتی اس طرح گاڑی اپنی منزلیں طے کرتی چلی جاتی۔شاہدرہ اسٹیشن پر دوپہر کا کھانا ہوتا۔ بلکہ کلو اجمیعا کا منظر ہوتا۔ایسا لگتا جیسے ایک ہی خاندان کے افراد اس ٹرین پر سفر کر رہے ہوں۔ہر کوئی اپنے گھر سے ساتھ رکھے ہوئے پکے کھانے نکال کر خلوص اور محبت و پیار کے ساتھ ایک دوسرے کو پیش کر رہا ہوتا۔ایسا منظر کہیں دنیا نے کہاں دیکھا ہوگا!وہاں سے گاڑی پھر ربوہ کی طرف روانہ ہوتی۔ جوں جوں ربوہ قریب آتا جاتا عجیب روحانی کیفیت طاری ہوتی جاتی۔ٹرین کے اس سفر میں جلسہ پر جانے کا بہت سرور آتا۔ ہمارے امیر جماعت میاں جی چوہدری بشیر احمد باجوہ صاحب بھی ہمارے ساتھ ہوتے۔آپ حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ مرحوم کے ماموں زاد بھائی تھے۔آپ نارووال کی اسپیشل ٹرین کے امیر قافلہ بھی ہوتے۔چنیوٹ آتا تو دل کی جو کیفیت ہوتی اُسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔

ربوہ پہنچتے پر جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کا اھلاً وسہلاً و مرحبا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کی روح آفریں صداؤں سے استقبال کیا جاتا۔خدام احمدیت سامان اٹھا لیتے اور قیام گاہوں میں پہنچا دیتے۔اگلے دن علی الصبح احباب نماز تہجد کے لئے مسجد مبارک کی طرف رواں دواں ہوتے تا کہ نماز فجر اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں ادا کرنے کا شرف حاصل کر سکیں۔ناشتہ مٹی کی بنی پیالیوں میں دال روٹی کا ہوتا۔وہ دال بھی عجیب مزہ رکھتی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت لنگر خانہ کی یہ دال لوگ پانی کی طرح پینا پسند کرتے تھے۔شام کو آلو گوشت کا سالن مزہ دوبالا کر رہا ہوتا تھا۔

صبح جلسہ کا افتتاحی اجلاس حضرت خلیفۃ المسیح کی صدارت میں اکثر حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب آف سرگودھا کی وجد آفریں تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوتا اور چودھری شبیر احمد صاحب کی نظم کے بعد ہمارے دل وجان سے پیارے آقا کا دلآویز خطاب ہوتا جس سے پیاسی روحیں اپنی طراوت کا سامان کرتیں۔ علمائے احمدیت کی تقاریر، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ، مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ، مولانا محمد نذیر صاحب لائلپوری، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، کیا کیا نام لوں کہ ان میں حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ صدر عالمی عدالت انصاف پھر برصغیر کے نامور شاعر، شاعر احمدیت ثاقب زیروی صاحب کی شرکت اور موخر الذکر کی ولولہ انگیز نظمیں روح میں اتر جایا کرتی تھیں۔ادھر جلسہ کی کارروائی ختم ہونے کے بعد بازار جاتے تو ہر طرف حضرت امیر المومنین کی تقاریر کی ریکارڈنگ کیسٹ پر چل رہی ہوتی تھی۔ اور کہیں ثاقب زیروی صاحب کی نظموں کی کیسٹ سے لوگ لطف اندوز ہو رہے ہوتے۔جلسہ کے یہ تین دن بھی عجیب دن ہوتے۔سال بھر ان کا انتظار رہتا اور ان کے گزرنے کا پتہ ہی نہ چلتا۔ ربوہ کے مکینوں کو دیکھیں تو وہ خوشی سے پھولا نہ سماتے! کیسے خوش نہ ہوتے، اپنے گھروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کو ٹھہرانے کا انتظام جو کرتے تھے۔ان کے لئے غریب دلہن کی طرح قیام گاہوں کو سجاتے۔مہمان زیادہ ہوجاتے اور گھروں میں جگہ کم پڑ جاتی، لیکن دل کشادہ ہی رہتے، چنانچہ گھروں کے کمروں میں کسیر جسے ہم پرالی کہتے ہیں ڈال کر مہمانوں کو اپنے کمروں میں جگہ دے دیتے۔اور خود اپنے ہی آنگن میں خیمے لگا کر ان میں منتقل ہوجاتے۔جاڑے کے سخت موسم میں ان دیوانوں کی اپنے مہمانوں کی تواضع اور خدمت کرنے کا روحانی لطف تو وہی جانتے ہوں گے!

وہ لوگ آئے ہیں آنکھوں میں شمع شوق لئے
جنہیں نہ پوچھا کبھی کم نگاہ دنیا نے

اور پھر ایسا ہوتا کہ روحانی سرور سے پُر یہ تین دن گزر جاتے۔ جہاں مسیح موعود کے مہمانوں کا جھرمٹ ہوتا وہاں اداسی بسیرا کرنے لگتی اور خوشی خوشی آنے والے قافلے بوجھل دلوں کے ساتھ پھر اگلے سال انہی دنوں کے دیکھنے کی تمنا لئے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے۔ربوہ اور اہالیان ربوہ کچھ دن اداسی میں گزارتے اور پھر اگلے سال اپنے معزز مہمانوں کی خدمت کی تمنا لئے اپنے روزمرہ کے کاموں میں بادل نخواستہ ہی سہی، لیکن مصروف ہو جاتے:

یہ تین دن بھی عجب رحمتوں کے دن ہوں گے
کِھلیں گے دیدہ و دل میں گلوں کے پیمانے
شراب نور سے دھولو دل و نظر ثاقب
نصیب ہوں کہ نہ ہوں پھر یہ دن خدا جانے

جلسہ کی یادیں لکھتے وقت بار بار آنکھیں پرنم ہوتی رہیں۔بارگاہ رب العزت میں یہ التجا لئے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ کرے کہ یہ سیاہ رات جلد ختم ہو اور ہمارے پیارے ربوہ کی رونقیں لوٹ آئیں۔اللہ ہمیں پھر ایسے ہی نظارے دیکھنے نصیب فرمائے۔آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

☆...☆...☆

درخواستِ دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوُنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے، اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات وفیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ (ادارہ)

جماعتی خبروں کو محفوظ کرنے والا اخبار

قارئین جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعتی خبروں اور تقاریب کی رپورٹس شائع کرتا رہا ہے۔جن کو بعد میں مورّخ احمدیت تاریخ کا حصہ بناتے رہے ہیں۔اس لیے دنیا بھر کے تمام جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے معزز عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہاں ہونے والے جماعتی فنکشنز، تقریبات، جلسوں وغیرہ کی خبریں اور رپورٹس جماعتی تاریخ کا حصہ بنانے کے لیے درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ تا آئندہ نسلیں آپ اور آپ کی جماعت کی کارگزاری کو دیکھ اور پڑھ کر دعا کر سکیں۔اس سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ کر خالق حقیقی کا شکر بھی ادا کرنے کا موقع ملتا ہے اور آپ تمام احباب کے لئے دعا کا موجب بھی بنتا ہے۔ (رپورٹس ٹائپ شدہ ہوں اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔

info@alfazlonline.org

(ادارہ)

طلوع وغروب آفتاب

24 نومبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:17	17:37
مدینہ منورہ	05:22	17:33
قادیان	05:39	17:25
ربوہ	05:19	17:05
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:06	16:04